© rasailojaraid.com

گوسالہ سامری

از

مولٰنا عبداللہ العمادی

ای برہمن آن عذار چوں لالہ پرست ‌ رخسار نگار چار دہ سالہ پرست
گر چشم خدائے بین نداری بارے ‌ خورشید پرست شو نہ گوسالہ پرست

(۱)

ایک سامری وہ تھے جن کے آثار تمدن آج کل سندھ کے حفریات سے نمایاں ہو رہے ہیں اصطلاحی معنی میں یہ سامی قوم اگر عرب نہ تھی تو کوئی شک نہیں کہ عربی قومیت کے خاندان سے قریب ترین تعلق رکھتی تھی، حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے کئی ہزار برس قبل سامریوں نے عراق سے نکل کر ہندوستان کا رخ کیا اور سندھ میں ایک ایسے تمدن کی طرح ڈالی جس کے خط و خال کی نمودداریوں نے آج ایک عالم کو محو حیرت بنا رکھا ہے۔ بلوچستان اور ملیبار میں اس قوم کی یاد اب بھی تازہ ہے۔ اور اگرچہ اس قدیم تہذیب کا نشان معدوم ہو چکا ہے مگر نام اب بھی موجود ہے۔

لیکن آج کے مضمون سے یہ سامری متعلق نہیں۔

آج کا مضمون اس سامری سے متعلق ہے جس نے ایک گوسالہ بنایا تھا۔ اور تعجب ہے یہودیوں سے اس کی پوجا کرائی تھی عجب نہیں یہ بھی اسی قوم کا بقیہ ہو،

اس گوسالہ پر ایک عجیب افسانے کا رنگ چڑھایا گیا ہے اور اس رنگ سازی میں کلام اللہ کو لایا گیا ہے، ایسی رنگینی پیدا کرنے والے دماغوں سے گوسالہ آرائی پر بحث کی ضرورت نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضرورت صرف اس قدر ہے کہ گوسالہ آرائی کی ذہن میں آیات کلام اللہ کے متعلق جو خلط ملط کیا گیا ہے اس کو صاف کر دیا جائے۔

اس باب میں اصل نظر کے نقل قوال پر ہی میں نے قناعت کی ہے خود میری کوئی رائے نہیں، اور خدا نہ کرے کہ میں کلام اللہ کے مفہوم تعین کرنے میں اپنی رائے کو دخل دوں،۔

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہ رو کے ساتھ
پہچانتا ہوں گو قدم راہبر کو میں ؎

سامری کے گوسالہ کا تذکرہ تو کئی جگہ ہے لیکن گوسالہ میں آواز پیدا ہونے کے سبب کا تذکرہ بیان کیا جاتا ہے کہ سورۂ طٰہٰ میں ہے آیات ذیل ملاحظہ ہو۔

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۥ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

اور جب موسیٰ تورات لینے آگے بڑھ آئے تو ہم نے پوچھا کہ اے موسیٰ تم جلدی کرکے اپنی قوم سے کیسے آگے آگئے عرض کیا وہ بھی یہ میرے پیچھے (ہی پیچھے چلے آ رہے ہیں) اور اے میرے پروردگار میں جلدی کرکے تیری طرف اس لئے بڑھ آیا ہوں کہ تو (مجھ سے) خوش ہو فرمایا کہ ہم نے تمہارے پیچھے تمہاری قوم کو (ایک اور) بلا میں مبتلا کر دیا ہے اور (وہ یہ ہے کہ) ان کو سامری نے گمراہ کیا۔ پھر موسیٰ غصے اور افسوس کی حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور آ کر لگے کہنے کہ بھائیو! کیا تم سے تمہارے پروردگار نے عمدہ (کتاب یعنی تورات کے دینے کا)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ
فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ
فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى
فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ
اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّلَا يَمْلِكُ ضَرًّا وَّ
لَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ
هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا
فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ
فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝
قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ
حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ
يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ
ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۚ اَفَعَصَيْتَ
اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ
بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ
اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا
خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ
بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

وعدہ نہیں کیا تھا تو کیا تم کو (اس وعدے کی) مدت
بڑی لانبی معلوم ہوئی اور اس وجہ سے تم نے اس عہد کے
خلاف کیا جو (خدائے واحد کی پرستش کا) مجھ سے کر چکے تھے
(وہ) لگے کہنے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تمہارے ساتھ
عہد شکنی نہیں کی (ہم کو یہ معاملہ پیش آیا کہ قبطیوں کی) قوم کے
زیوروں کا بوجھ جو (مصر سے چلتے وقت) ہم پر لاد دیا گیا تھا
اب (سامری کے کہنے سے) ہم نے اس کو (آگ میں لا) ڈالا
اور اسی طرح سامری نے بھی (اپنے پاس کا زیور) ڈالا پھر سامری
ہی نے) لوگوں کے لئے (اس کا ایک بچھڑا (بنا کر) نکال کھڑا کیا تھا
(یعنی بچھڑا بنایا) بت جس کی آواز (بھی بچھڑے کی سی) تھی اس پر
(بعض لوگ لگے کہنے کہ یہی تو تمہارا معبود ہے اور (موسیٰ کا معبود
بھی یہی تھا) اور وہ بھول کر کوہ طور پر چلا گیا ہے۔ کیا ان لوگوں کو
اتنی بات بھی نہیں سوجھ پڑتی تھی۔ کہ (بچھڑا) ان کی بات کا
نہ تو الٹ کر جواب دیکھتا ہے اور نہ ان کے کسی نقصان کا مالک
ہے اور نہ کسی نفع کا۔ اور ہارون نے (بچھڑے کی پرستش سے) پہلے
ان سے کہا بھی کہ بھائیو! یہ تو اس (بچھڑے) کے ذریعہ سے تمہاری
آزمائش کی جا رہی ہے۔ ورنہ تمہارا پروردگار تو (خدائے) رحمٰن ہے
تم میرے کہے پر چلو اور میری بات مانو۔ (وہ) لگے کہنے کہ جب تک
موسیٰ لوٹ کر ہمارے پاس (نہ) آئیں ہم (تو) برابر اسی (بچھڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبضۃ من اثر الرسول فنبذتھا وکذلک سولت لی نفسی۔ قال فاذھب فان لک فی الحیوۃ ان تقول لا مساس وان لک موعدا لن تخلفہ۔ وانظر الی الھک الذی ظلت علیہ عاکفا۔ لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم نسفا۔ انما الھکم اللہ الذی لا الہ الا ھو۔ وسع کل شیء علما۔

(سورۃ ۲۰ - رکوع ۳ و ۴ - آیت ۶۴ — ۷۷)

کی پرستش) پر جمے بیٹھے رہیں گے (موسیٰ نے ہارون کی طرف خطاب کرکے) کہا کہ ہارون! جب تم نے ان کو دیکھا تھا (کہ یہ لوگ) گمراہ ہوگئے تو تم کو کیا وجہ مانع ہوئی کہ تم نے میری (ہدایت کی) پیروی نہ کی۔ کیا تم نے میری عدول حکمی کی (وہ) بولے کہ اے میرے ماں جائے (بھائی) میری ڈاڑھی اور (سر کے) بال، تو پکڑو نہیں میں اس (بات) سے ڈرا کہ (تم واپس آکر) کہیں یہ (نہ) کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا۔ (اب موسیٰ نے سامری سے) پوچھا کہ سامری! (تیرا) کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے وہ چیز دکھائی دی جو اوروں کو نہیں دکھائی دی (جبرئیل کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار چلے جارہے ہیں) تو میں نے جبرئیل فرشتے (کی گھوڑی) کے نقش قدم (کی مٹی) سے ایک مٹھی بھر لی پھر اس کو ڈھلے ہوئے بچھڑے میں ڈال دیا (اور وہ بھائیں بھائیں کرنے لگا۔) اور (اس وقت) میرے دل نے مجھکو ایسی ہی صلاح دی، موسیٰ نے کہا چل (دور ہو) اس زندگی میں تو تیری یہ سزا ہے کہ (زندگی بھر کہتا پڑا پھرے کہ دیکھو مجھے کوئی) چھو نہ جانا (ورنہ ہم دونوں کو تپ آجائے گی) اور (اس کے علاوہ) تیرے لئے (عذاب قیامت کا) ایک وعدہ اور بھی ہے جو کسی طرح تجھ پر سے ٹلے گا نہیں اور اپنے اس معبود (یعنی بچھڑے) کی طرف دیکھ جس (کی پرستش) پر تو جما بیٹھا تھا۔ اس کو ہم جلا (کر راکھ کر) دینگے۔ پھر اس راکھ کو دریا میں بکھیر کر بہادیں گے۔ لوگو تمہارا اصل معبود بس اللہ ہے جس کے سوا کوئی (اور) معبود نہیں (اور) اس کا علم سب چیزوں پر حاوی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حسب معمول ان آیات کا ترجمہ بھی شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم سے ماخوذ ہے
یہودیوں میں اس قصے کے متعلق بہت سی دور از کار روایتیں مشہور تھیں جو مفسرین کی عنایت سے مسلمانوں میں اب تک مشہور چلی آتی ہیں اور ہمارے شمس العلماء نے تو بطور ایک واقعۂ مسلمہ کے آیات کا ترجمہ بھی اسی انداز میں کیا ہے اس ترجمہ کی بنا پر قرآن کریم کو متعدد حملے برداشت کرنا پڑتے ہیں

(الف) جبرئیل کی گھوڑی کے نقش قدم کی مٹی سامری کو کیونکر ملی؟

(ب) کیا آسمانی فرشتے گھوڑوں پر سوار ہو کر زمین کی سیر کیا کرتے ہیں۔؟

(ج) کیا ان گھوڑوں کے نقش قدم کی مٹی کو ڈھلے ہوئے مجسمے کے جوف میں ڈالنے سے اس کا زندہ جانور ہو جانا ممکن ہے؟

(د) سامرین کا فرقہ تو حضرت موسیٰ کے زمانے سے تعلق نہیں رکھتا پھر یہ سامری اس زمانہ میں کہاں سے نکل آیا؟

(ھ) تورات تو کہتی ہے کہ حضرت ہارون نے بچھڑا بنایا تھا پھر اس واضح تصریح کے ساتھ کلام اللہ کا کھلا ہوا اختلاف کیا معنے رکھتا ہے۔؟

ہمارے دوست شیخ عبدالقادر مغربی نے جو طرابلس الشام کے محقق ہیں۔ ان شبہات کی تاویل کی ہے، اگر ان کو چوتھے اور پانچویں شبہہ کے متعلق غور کرنے کا موقع نہیں ملا، پہلے دوسرے اور تیسرے اعتراضات میں جبرئیل کی گھوڑی کا واقعہ اور اس کے نقش قدم کی مٹی کے ذریعہ سے ڈھلے ہوئے بچھڑے میں جان کا آ جانا یہ دونوں باتیں ان کی رائے میں قرآن سے مستنبط ہو رہی ہیں لیکن اعتراضات کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ :۔

۱۔ قرآن نے سامری کے قول کو نقل کیا ہے۔ ممکن ہے اسی نے جھوٹ کہا ہو لیکن اس سے قرآن پر حرف نہیں آسکتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ قرآن یہ نہیں کہتا کہ بچھڑے کا مجسمہ زندہ ہو گیا تھا۔ وہ صرف آواز کا تذکرہ کر رہا ہے جو عجیب نہیں کہ کسی کل کے ذریعہ سے سامری نے پیدا کر لی ہو۔

سید احمد خان کی رائے میں "ایک لفظ بھی قرآن مجید کا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اس بچھڑے میں سچ مچ کی اور خدا کے پیدا کئے ہوئے بچھڑے کے مانند آواز تھی۔ بلکہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سامری نے اس بچھڑے کو اس طرح بنایا تھا کہ اس میں سے آواز بھی نکلتی تھی۔ ہزاروں جانور اب بھی کاریگر اس طرح سے بناتے ہیں کہ وہ اڑتے ہیں۔ ہلتے ہیں۔ حرکت کرتے ہیں بولتے ہیں۔ سامری نے بھی اس بچھڑے کو ایسی کاریگری سے بنایا تھا کہ اس میں سے آواز بھی نکلتی تھی[۵]"

یہ مضمون قابل اعتنا ہے لیکن مرحوم نے اس کے ساتھ جبریلؑ کی گھوڑی کے نقش قدم کی مٹی لے کر بچھڑے کے جوف میں ڈالنے کے واقعہ سے تو بڑی سختی سے انکار کیا ہے اگر وہ یہ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ جب پہاڑ کو جا رہے تھے تو سامری نے ان کے نقش قدم کی مٹھی بھر مٹی اٹھالی تھی اور بعد کو وہی مٹی بچھڑے کے جوف میں ڈالی تھی[۶]۔

کلام اللہ کے الفاظ بہت ہی واضح اور صاف صاف ہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہ اس کا ترجمہ جبریل فرشتہ۔ یا فرشتہ کی گھوڑی۔ یا مٹی کر سکتے ہوں ابو مسلم کی رائے میں حضرت موسیٰؑ نے جب سامری کو ملامت کی تو اس نے انھیں مخاطب کر کے کہا کہ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ (مجھے ایسی بات سوجھی جو کسی کو نہ سوجھی تھی اے رسول (موسیٰؑ) میں پہلے تمہاری پیروی کرتا تھا لیکن اب میں نے چھوڑ دی اور میرے جی میں ایسا ہی آیا) عربی محاورہ میں پیروی کے لئے قبض اثر کا استعمال عام طور پر رائج ہے۔ اور شعرائے جاہلیت کے کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے؛ هٰذا ما عندهم، اما الذی عندی فاسبح الله کثیرا واذکره

[۵] تفسیر القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۹۰ (مطبع لاہور) [۶] تفسیر القرآن صفحہ ۱۹۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کثیرا لیطمئن قلبی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"۔

ابو مسلم اصفہانی لکھتے ہیں :-

لیس فی القرآن تصریح بھذا الذی ذکرہ المفسرون[1] فھھنا وجہ آخر وھو ان یکون المراد بالرسول موسیٰ علیہ السلام وباثرہ سنتہ ورسمہ الذی امر بہ فقد یقول الرجل فلان یقفو اثر فلان ویقبص اثرہ اذا کان

مفسرین جو بیان کرتے ہیں قرآن میں اس کی کوئی تصریح موجود نہیں ہے[1]، یہاں ایک دوسری بات ہے اور وہ یہ ہے کہ لفظ رسول سے حضرت موسیٰؑ مراد ہیں اور اثر الرسول سے ان کی سنت و طریقہ مراد ہے جس کی پابندی کا انہوں نے حکم دیا تھا جب کوئی کسی کے طریقے کا پابند ہوا کرتا ہے تو کہتے ہیں "فلان یقفو اثر فلان ویقبص اثرہ" یا فلان یقبض اثر فلان"

[1] مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ جب بنی اسرائیل کی تمام جماعت لے کر مصر سے شبا شب نکل آئے تو فرعون نے لشکر لے کر ان کا پیچھا کیا۔ جاتے جاتے بنی اسرائیل جب دریا کے کنارے پہنچے تو حضرت موسیٰ کے معجزہ سے وہ پایاب ہو گیا اور سب لوگ پار اتر گئے۔ فرعون یہ دیکھ کر کچھ ٹھٹک سا گیا لیکن خدا کو تو اس کا غرق کرنا منظور تھا حضرت جبرئیل ایک انسان کے بھیس میں گھوڑے پر سوار آنکلے۔ فرعون کے گھوڑے کے آگے اپنی گھوڑی کر دی اور دریا میں اتر گئے فرعون کا گھوڑا یہ دیکھ کر شوخی کرنے لگا اور فرعون کو لیکر بے ساختہ گھوڑی کے پیچھے دریا میں اُتر گیا۔ مصریوں نے جب اپنے بادشاہ کو دریا میں اترتے دیکھا تو سب لوگ اس کے پیچھے ہو لئے اور بیچ دھار میں جا کر سب کے سب ڈوب گئے۔ سامری کی پرورش حضرت جبرئیل نے کی تھی لہٰذا وہ انھیں خوب پہچانتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل گھوڑی پر سوار جا رہے ہیں تو گھوڑی کے نقش قدم کی ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا لی اور جب حضرت موسیٰؑ تورات لینے کے لئے کوہ طور پر گئے تو سونے چاندی کے زیور جو مصر سے باہر نکلنے کے قبل بنی اسرائیل کی عورتیں قبطیوں سے مستعار لیکر بھاگ آئی تھیں سامری نے ان سب کو اکٹھا کیا اور تمام زیوروں کو گلا کر ایک بچھڑا بنایا اور اس کے جوف میں، وہی مٹی جو حضرت جبرئیل کی گھوڑی کے نقش قدم سے اس نے اٹھائی تھی ڈال دی جس کی وجہ سے بچھڑا زندہ ہو گیا اور بولنے لگا۔ اس طرح کی بہت سی باتیں عرب کے یہودیوں میں مشہور تھیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ افسانے اس طرح سے قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور نہیں ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يمتثل رسمه والتقدير ان موسى
عليه السلام لما اقبل على السامرى
باللوم والمسائلة عن الامر الذى
دعاه الى اضلال القوم فى باب
العجل فقال بصرت بما لم يبصروا
به - اى عرفت ان الذى انتم عليه
ليس بحق وقد كنت قبضت قبضة
من اثر ايها الرسول اى شيئا
من سنتك ودينك فنبذتها اى
طرحته فعند ذالك اعلمه موسى
عليه السلام بما له من العذاب
فى الدنيا والاخرة انما اورد
بلفظ الاخبار عن غائب كما
يقول الرجل لرئيسه وهو مواجه
له مايقول الامير فى كذا او باذا يأمر
الامير واما دعاؤه موسى عليه السلام
رسولا مع جحده وكفره فعلى مثل مذهب
من حكى الله تعالى عنه قوله يايها الذى
نزل عليه الذكر انك لمجنون وان لم

یعنی اس کی روش کی پیروی کرتا ہے) مطلب یہ ہے کہ حضرت
موسیٰ جب سامری کو ملامت کرنے لگے اور پوچھا کہ کیا بات تھی
کہ گوسالہ کے ذریعہ سے لوگوں کو گمراہ کر ڈالا تو اس نے جواب دیا
کہ مجھے وہ سوجھی جو تم میں سے کسی کو نہ سوجھی " یعنی مجھے معلوم ہو گیا
کہ جس طریقہ پر تم ہو وہ درست نہیں ہے " اے پیغمبر پہلے میں نے
تمہارے اثر کو کچھ قبضہ میں کر لیا تھا " یعنی تمہارے طریقہ و
مذہب کا کچھ پابند تھا " بعد کو میں نے اسے چھوڑ دیا " یہ سن کے
حضرت موسیٰ نے اس کو بتایا کہ اس کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے
اور دنیا و آخرت میں اس کو کیا کیا عذاب ہوں گے
سامری نے رسول کہکر حضرت موسیٰ سے اس طرح باتیں کی
تھیں جیسے کسی غائب کا تذکرہ ہو رہا ہو۔ اس کی مثال
ایسی ہی ہے جیسے کسی بڑے آدمی سے کوئی اس کے روبرو
کہے کہ " اس امر میں امیر کا کیا حکم ہے " یا فلاں مسئلہ میں
بادشاہ سلامت کیا فرماتے ہیں " رہی یہ بات کہ سامری
تو منکر تھا پھر اس نے حضرت موسیٰ کو رسول کیوں کہا
تو اس کی مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر
کی نسبت کافروں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ " اے وہ شخص
کہ اس پر وحی اتری ہے تو مجنون ہے " حالانکہ ان کافروں
میں کوئی بھی پیغمبر پر وحی اترنے کا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یؤمنوا بالانزال ۔ ؎

قائل نہ تھا ۔ ؎

امام رازی نے اس مضمون کو حرف بحرف نقل کیا ہے ۔ اور پھر فرماتے ہیں :۔

واعلم ان هذا القول الذی ذکرہ
ابو مسلم لیس فیه الا مخالفة
المفسرین ولکنه اقرب الی التحقیق
لوجوہ احدها ان جبرئیل علیه
السلام لیس بمشهور باسم الرسول
ولم یجر له فیما تقدم ذکر حتی یجعل
اللام للتعریف اشارۃ الیه فاطلاق
لفظ الرسول لارادۃ جبرئیل علیه
السلام کانه تکلیف بعلم الغیب۔
وثانیها انه لابد فیه من الاضمار
وهو قبضة من اثر حافر فرس
الرسول والاضمار خلاف الاصل۔
وثالثها انه لابد من التعسف
فی بیان ان السامری کیف اختص
من بین جمیع الناس برؤیة جبرئیل
علیه السلام ومعرفته؟ ثم کیف
عرف ان لتراب حافر فرسه هذا

واضح ہو کہ یہ قول جو ابو مسلم نے بیان کیا ہے اس میں مفسرین
کے اقوال کی مخالفت تو ہے لیکن یہ قول تحقیق کے بہت
قریب ہے۔ اس کی کئی وجہیں ہیں۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت جبرئیل رسول کے نام سے مشہور
نہ تھے اور نہ پہلے کہیں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ الف
ولام تعریف ان کے نام (رسول) پر آتا اور اس سے
جبرئیل مراد ہوتے۔ رسول کہنا اور جبرئیل مراد لینا یہ تو
گویا علم غیب کی تکلیف دینا ہے۔
دوسرے یہ ہے کہ اس صورت میں ضمیر لانے کی ضرورت
ہو گی۔ یعنے رسول کے گھوڑے کے سم کا نقش۔ اور ظاہر
ہے کہ ضمیر خلاف اصل ہے؛
تیسری مشکل یہ ہے کہ اس توجیہ میں ضرور تکلف کرنا
پڑے گا۔ کہ تمام لوگوں میں اکیلے ایک سامری ہی نے
مخصوص طور پر کیسے جبرئیل کو دیکھا اور انھیں پہچان بھی
لیا۔ پھر اسے کیونکر معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل کی گھوڑی
کے سم کی مٹی میں یہ اثر ہے۔ مفسرین یہ جو توجیہ کرتے ہیں
کہ حضرت جبرئیل ہی نے سامری کو پالا تھا۔ تو یہ اور

؎ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۶۸ و ۶۹ (طبع خیریہ مصر ۱۳۰۸ھ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الاثر؟ والذی ذکروه من ان جبرئیل علیه السلام هو الذی رباه فبعید لان السامری ان عرف جبریل حال کمال عقله عرف قطعًا ان موسی علیه السلام نبیٌ صادقٌ فکیف یحاول الاضلال ـ وان کان ما عرفه حال البلوغ فأیّ منفعة لکون جبرئیل علیه السلام مربیًا له حال الطفولیة فی حصول تلک المعرفة ـ

بھی دور کی بات ہے اس لئے کہ سامری کو جب پوری عقل آچکی تھی اس زمانے میں اگر جبرئیل کو پہچانتے ہوتا تو یقینًا اس کو یہ بھی معلوم ہوا ہوتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے پیغمبر ہیں۔ اس صورت میں وہ گمراہ کرنے کا کیوں کر قصد کرسکتا تھا اور اگر اس نے بلوغ کے زمانے میں حضرت جبرئیل کو نہیں پہچانا تھا تو اگر جبرئیل لڑکپن میں اس کے مربی رہے بھی تو اس سے کیا فائدہ ہوا۔ اور یہ سابقہ معرفت کس طرح کام آسکتی تھی۔

و(۴) رابعها انه لو جاز اطلاع بعض الکفرة علی تراب هذا شانه فلقائل ان یقول ـ فلعل موسی علیه السلام اطلع علی شیٔ اخر یشبه ذالك فلاجله اتی بالمعجزات ویرجع حاصله الی سوال من یطعن فی المعجزات ویقول لم لا یجوز ان یقال انهم لاختصاصهم ببعض الادویة التی لها خاصیة

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہے کہ ایسی تاثیر کی مٹی سے کفار واقف ہو سکتے ہیں۔ تو اعتراض کرنے والے کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ عجب نہیں حضرت موسیٰ نے بھی اسی تاثیر کی کوئی اور چیز پائی ہو اور اسی کے اثر سے یہ معجزات صادر ہوئے ہوں نتیجہ یہ ہوگا کہ معجزات میں طعن کرنے کی ایک اور سبیل نکل آئے گی اور معترض کہیگا کہ یہ کہنا کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے کہ پیغمبروں کو بعض ایسی دوائیں مل گئی ہوں جنکی خاصیت سے اس طرح کے معجزات صادر ہو سکتے ہوں۔ غرض کہ یہ وجہ صورتیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان تفید حصول تلک المعجزۃ اتوا[تبالک] المعجزۃ" وحینئذٍ ینسد باب المعجزات [بالکلیہ] اما قولہ" وکذالک سوّلت لی نفسی" فالمعنی فعلت ما دعتنی الیہ نفسی۔ وسوّلت ماخوذ من السوال فالمعنی لم یدعنی الی ما فعلتہ احد غیری بل اتبعتُ ھوای فیہ[۱]

کہ اس افسانہ کو اگر صحیح مانا جائے تو معجزات کا دروازہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔

سامری کا یہ کہنا کہ وکذالک سولت لی نفسی ایسا ہی میرے جی میں آیا، اس کا یہ مطلب ہے کہ میرے نفس نے جو تحریک کی اسی پر میں کاربند ہوا۔ لفظ سوّلت، سوال سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی یہ ہوے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے کسی دوسرے شخص نے مجھے اس جانب تحریک نہیں کی تھی بلکہ اس باب میں محض اپنی خواہش نفسانی کی میں نے پیروی کی ہے

(باقی)

[۱] تفسیر جلد ۶ صفحہ ۶۹

حکومتِ الٰہی کا قیام

اسلام کے نام لیواؤ! خدا کی رحمت تمہاری نصرت کیلئے منتظر ہے، انبیاء و مرسلین کی پاک روحیں تمہاری کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں، فرشتے اپنے نورانی پر دل کھولے پھیلائے ہوئے ہیں اور دنیا تمہارے قرآنی اخلاق کا نمونہ ڈھونڈ رہی ہے۔

تو کیا

اے اسلام کے نام لیواؤ! تم ان کی امیدوں کو پورا نہ کرو گے اٹھو اور آمادہ ہو جاؤ کہ تم کو زمین پر آسمانی حکومت قائم کرانی ہے اور قرآنی قوانین کے نفاذ سے اس مادیت کے زمانے کو روحانیت کے زمانے میں تبدیل کر دینا ہے!!!

"مصلح"

© rasailojaraid.com